خطبہ نمبر

قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

سوموار 10 اگست 2020ء | 19 ذوالحجہ 1441 ہجری قمری | جلد: 2 | شمارہ: 188

فرمانِ رسول ﷺ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ـ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ـ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ النَّاسِ أَكْرَمُ قَالَ أَكْرَمُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاهُمْ

(بخاری کتاب التفسیر باب قَوْلِهِ لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتٌ لِلسَّائِلِينَ)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں سے کون زیادہ معزز ہے؟ آپؐ نے فرمایا ان میں سے اللہ کے نزدیک وہ زیادہ معزز ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

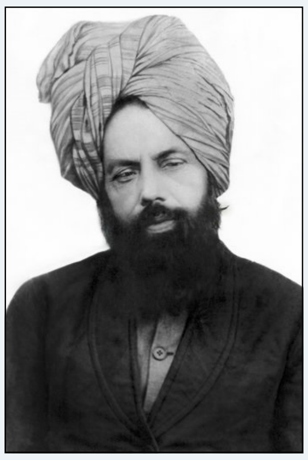

متقی کے پاس جو آجاتا ہے وہ بھی بچایا جاتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

لوگ بہت سے مصائب میں گرفتار ہوتے ہیں، لیکن متقی بچائے جاتے ہیں، بلکہ ان کے پاس جو آجاتا ہے وہ بھی بچایا جاتا ہے۔ مصائب کی کوئی حد نہیں۔ انسان کا اپنا اندر اس قدر مصائب سے بھرا ہوا ہے کہ اس کا کوئی اندازہ نہیں۔ امراض کو ہی دیکھ لیا جاوے کہ ہزارہا مصائب کے پیدا کرنے کو کافی ہیں، لیکن جو تقویٰ کے قلعے میں ہوتا ہے وہ ان سے محفوظ ہے اور جو اس سے باہر ہے وہ ایک جنگل میں ہے جو درندہ جانوروں سے بھرا ہوا ہے۔

متقی کو اس دنیا میں بشارتیں ملتی ہیں

متقی کے لئے ایک اور بھی وعدہ ہے۔ لَهُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ (یونس:۶۵) یعنی جو متقی ہوتے ہیں۔ ان کو اسی دنیا میں بشارتیں سچے خوابوں کے ذریعے ملتی ہیں، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر وہ صاحب مکاشفات ہو جاتے ہیں۔ مکالمۃ اللہ کا شرف حاصل کرتے ہیں۔ وہ بشریت کے لباس میں ہی ملائکہ کو دیکھ لیتے ہیں۔ جیسے کہ فرمایا: اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ (حٰم السجدہ:۳۱) یعنی جو لوگ کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے اور استقامت دکھاتے ہیں، یعنی ابتلا کے وقت ایسا شخص دکھا دیتا ہے کہ جو میں نے منہ سے وعدہ کیا تھا، وہ عملی طور سے پورا کرتا ہوں۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 10)

ارشادِ باری تعالیٰ

لَهُمُ الۡبُشۡرٰی فِی الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا وَ فِی الۡاٰخِرَةِ ؕ لَا تَبۡدِیۡلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ

(سورہ یونس: 65)

ترجمہ: اُن کے لئے دنیا کی زندگی میں بھی خوشخبری ہے اور آخرت میں بھی۔ اللہ کے کلمات میں کوئی تبدیلی نہیں۔ یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

فرمانِ خلیفۂ وقت

پس یہ یقین ہمیں اپنے اندر پیدا کرنے کی ضرورت ہے اور اس یقین پر ہم قائم ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ہر عمل کو دیکھ رہا ہے اور پھر اس بات پر بھی یقین کہ وہ ہمارے ہر قسم کے دھوکے، فریب چاہے وہ ہم معمولی سمجھ کر تھوڑا سا منافع کمانے کے لئے کر رہے ہیں یا اپنے کام میں سستی دکھا رہے ہیں یا معاہدے کے مطابق اس نیّت سے جان بوجھ کر کام ختم نہیں کر رہے کہ شاید کسی کو دباؤ میں لا کر مزید مفاد اٹھا سکیں تو یاد رکھیں ایسی باتیں خدا تعالیٰ کو پسند نہیں۔ اور جب خدا تعالیٰ کو پسند نہیں تو پھر جیسا کہ حضرت خلیفہ اولؓ نے بھی فرمایا کہ اس کا بدلہ ہو گا اور اس کا بدلہ پھر سزا کی صورت میں ہی ہے۔

پس مومن کو کل پر نظر رکھنے کا کہہ کر اپنے معمولی گھریلو معاملات سے لے کر اپنے معاشرتی، کاروباری، ملکی، بین الاقوامی تمام معاملات میں تقویٰ پر چلنے کی طرف توجہ دلا دی اور جو تقویٰ پر نہیں چلتا وہ پھر اس بات کو بھی ذہن میں رکھے کہ ایسا انسان خدا کی پکڑ میں آئے گا۔ انسان کو یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ دنیاوی معاملات کا دین سے کوئی تعلق نہیں۔ مومن کے لئے تقویٰ پر چلنے کا حکم ہے اور تقویٰ میں تمام دینی اور دنیاوی کاموں کو خدا تعالیٰ کی ہدایات کے مطابق بجالانا ضروری ہے۔ انسان بعض دفعہ سمجھتا ہے کہ دنیاوی نقصان کے ابتلا سے بچنے کی کوشش کروں۔ مالی منفعت حاصل کر لوں چاہے جو بھی ذریعہ اپنایا جائے۔ لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ کوئی ایسا طریق جس سے دھوکہ دے کر فائدہ حاصل کیا جائے دین سے اور ایمان سے دُور لے جانے والا ہے اور یہ بظاہر دنیاوی معاملہ دینی ابتلا بن جاتا ہے اور جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا کہ آہستہ آہستہ دین اور خدا سے دُور لے جاتا ہے۔ اس لئے ایک مومن کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ایمان کا ابتلا دنیاوی ابتلاؤں سے بہت زیادہ ہے جس کے نتیجہ میں دنیا اور آخرت دونوں برباد ہو جاتی ہیں۔ پس ہمیں اس سوچ کے ساتھ اپنے دلوں کو ٹٹولتے رہنا چاہئے اور ہر کام کے انجام پر نظر رکھنی چاہئے کہ خدا تعالیٰ کی میرے ہر کام پر نظر ہے۔ یہ سوچ جب پیدا ہو جائے تو مومن ایک حقیقی مومن بن جاتا ہے یا بننے کی طرف قدم بڑھا رہا ہوتا ہے۔ اس معیار کو دیکھنے کے لئے کسی جماعتی یا ذیلی تنظیم کے رپورٹ فارم کو دیکھنے

بقیہ صفحہ 2 پر

اس شمارہ میں

- دربارِ خلافت
- فضائل قرآن مجید (کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)
- خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 07 اگست 2020ء
- خطبہ جمعہ فرمودہ 17 جولائی 2020ء

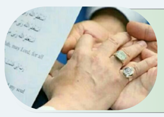

دربارِ خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نصیحت فرمائی:۔

جماعتی وقار مجروح کرنے والوں کے خلاف کارروائی

پس جو شکایات آتی ہیں ایسے گھروں کی ان کو مَیں تنبیہ کرتا ہوں کہ ان لغویات اور فضولیات سے بچیں۔ پھر ڈانس ہے، ناچ ہے، لڑکی کی جو رونقیں لگتی ہیں اس میں یا شادی کے بعد جب لڑکی بیاہ کر لڑکے کے گھر جاتی ہے وہاں بعض دفعہ اس قسم کے بیہودہ قسم کے میوزک یا گانوں کے اوپر ناچ ہو رہے ہوتے ہیں اور شامل ہونے والے عزیز رشتہ دار اس میں شامل ہو جاتے ہیں تو اس کی کسی صورت میں بھی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ بعض گھر جو دنیا داری میں بہت زیادہ آگے بڑھ گئے ہیں ان کی ایسی رپورٹس آتی ہیں اور کہنے والے پھر کہتے ہیں کہ کیونکہ فلاں امیر آدمی تھا اس لئے اس پر کارروائی نہیں ہوئی۔ یا فلاں عہدیدار کا رشتہ دار عزیز تھا اس لئے اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوئی، اس سے صرف نظر کیا گیا۔ غریب آدمی اگر یہ حرکتیں کرے تو اسے سزا ملتی ہے۔ بہرحال یہ تو بعض دفعہ لوگوں کی بدظنیاں بھی ہیں لیکن جب اس طرح صرفِ نظر ہو جائے چاہے غلطی سے ہو جائے اور پتہ نہ لگے تو یہ بدظنیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اس بارے میں واضح کر دوں کہ ایسی حرکتیں جو جماعتی وقار کی اور اسلامی تعلیم اور اقدار کی دھجیاں اڑاتی ہوں اگر مجھے پتہ لگ جائے تو ان پر مَیں بلا استثنا، بغیر کسی لحاظ سے کارروائی کروں گا اور کی بھی جاتی ہیں اس لئے یہ بدظنیاں دور ہونی چاہئیں۔ بعض لوگ اکثر مہمانوں کو رخصت کرنے کے بعد اپنے خاص مہمانوں کے ساتھ علیحدہ پروگرام بناتے ہیں اور پھر اسی طرح کی لغویات اور ہلڑ بازی چلتی رہتی ہے گھر میں علیحدہ ناچ ڈانس ہوتے ہیں چاہے لڑکیاں لڑکیاں ہی ڈانس کر رہی ہوں یا لڑکے لڑکے بھی کر رہے ہوں لیکن جن گانوں اور میوزک پہ ہو رہے ہوتے ہیں وہ ایسی لغو ہوتی ہیں کہ وہ برداشت نہیں کی جا سکتیں۔

ذیلی تنظیموں اور نظام کی ذمہ داری

اس لئے آج میں خاص طور پر پاکستان اور ہندوستان اور اس معاشرے کے لوگوں کو جہاں ہندووانہ رسم و رواج تیزی سے راہ پا رہے ہیں، داخل ہو رہے ہیں، ان کے احمدیوں کو کہتا ہوں کہ اس سلسلہ میں اپنی اصلاح کر لیں اور جماعتی نظام اور ذیلی تنظیموں کا نظام جو ہے یہ بھی ان بیاہ شادیوں پہ نظر رکھے اور جہاں کہیں بھی اس قسم کی بیہودہ فلموں کے ناچ گانے یا ایسے گانے جو سراسر شرک پھیلانے والے ہوں دیکھیں تو ان کی رپورٹ ہونی چاہئے۔ اس بارے میں قطعاً کوئی ڈرنے کی ضرورت نہیں کہ کوئی کس خاندان کا ہے اور کیا ہے؟ آج کل پاکستان میں کیونکہ شادیوں کا سیزن ہے تو جیسا کہ مَیں نے کہا اِکّا دُکّا یہ شکایات پیدا ہو جاتی ہیں اس لئے چند مہینے خاص طور پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ ویسے تو جب بھی اور جہاں بھی اس قسم کی حرکتیں ہو رہی ہوں فوری نوٹس لینا چاہئے لیکن ان دنوں میں جیسا کہ مَیں نے کہا شادیوں کی کثرت کی وجہ سے ایک دوسرے کے دیکھا دیکھی بھی ایسی حرکتیں سرزد ہوتی ہیں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 25 نومبر 2005ء) (الفضل انٹرنیشنل 16 تا 22 دسمبر 2005ء)

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

اور اس پر انحصار کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہر ایک شخص خود اپنے جائزے لے سکتا ہے کہ کیا یہ اس کے معیار ہیں کہ ہر کام کرنے سے پہلے اسے یہ خیال آئے کہ خدا تعالیٰ میرے اس کام کو دیکھ رہا ہے۔ اگر میں نیک نیّتی سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہ کام کر رہا ہوں تو اللہ تعالیٰ کا کئی گنا جزا کا بھی وعدہ ہے، اجر کا بھی وعدہ ہے۔ اور اگر نیت بد ہے تو پھر انسان کو یہ سوچنا چاہئے کہ میں اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں بھی آ سکتا ہوں۔ جب ہم میں سے ہر ایک ایسی سوچ کے ساتھ اپنے فرائض اور ذمہ داریاں ادا کرے گا اور اس کے لئے کوشش کرے گا تو جماعت کے جو تقویٰ کے عمومی معیار ہیں وہ بھی بلند ہوں گے اور یہ تقویٰ کا معیار بلند ہوتا ہوا جماعتی طور پر بھی خود بخود نظر آنا شروع ہو جائے گا۔ نہ تربیت کے شعبے کے لئے مشکلات اور مسائل ہوں گے، نہ امور عامہ اور قضاء کے شعبے کے لئے مسائل، نہ ہی دوسرے شعبوں کو یاددہانیوں کی ضرورت اور فکر پڑے گی۔

(خطبہ جمعہ 6 مارچ 2015)

(برطانیہ اور دیگر مغربی ممالک میں جہاں اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے احباب جماعت احمدیہ پھیل چکے ہیں۔ جماعتی پروگراموں میں روایت کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ منظوم کلام مترنم آواز میں پڑھا جاتا ہے، لیکن اکثر بچے اور نوجوان جو اردو زبان بول چال کی حد تک جانتے ہیں اسے سمجھنے سے محروم رہتے ہیں۔ روزنامہ الفضل آن لائن گاہے گاہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ منظوم کلام مع انگریزی ترجمہ شائع کرے گا تا کہ ایسے جماعتی پروگراموں میں بھی ترجمہ پڑھا جا سکے نیز والدین گھروں میں بھی بچوں کو اس روحانی مائدہ کے معانی بھی بتا سکیں۔ ادارہ)

فضائل قرآن مجید

(کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

بنا سکتا نہیں اک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز
تو پھر کیونکر بنانا نورِ حق کا اُس پہ آساں ہے
ارے لوگو کرو کچھ پاس شانِ کبریائی کا
زباں کو تھام لو اب بھی اگر کچھ بوئے ایماں ہے
خدا سے غیر کو ہمتا بنانا سخت کفراں ہے
خدا سے کچھ ڈرو یارو یہ کیسا کذب و بہتاں ہے
اگر اقرار ہے تم کو خدا کی ذات واحد کا
تو پھر کیوں اسقدر دل میں تمہارے شرک پنہاں ہے
یہ کیسے پڑ گئے دل پر تمہارے جہل کے پردے
خطا کرتے ہو باز آؤ اگر کچھ خوف یزداں ہے
ہمیں کچھ کیں نہیں بھائیو! نصیحت ہے غریبانہ
کوئی جو پاک دل ہووے دل و جاں اُس پہ قرباں ہے

براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ 182 مطبوعہ 1882ء

Beauty of the Holy Qur'an

Even the tiny leg of an insect, Man can never create; How is it possible for him To create the Light of God?
O people, have some regard For the grandeur of the Great Lord; Hold your tongues now If you have even a hint of faith.
To consider someone equal to God Is an act of great infidelity; Have some fear of God, dears! What a lie and calumny this is!
If you accept the Unity of God, Why are your hearts full of polytheism? What veils of ignorance Have enveloped your hearts!
You are indeed guilty of an error; Desist! if you have any fear of God.
I bear no ill will to you, brothers, This is only a humble advice; My heart and life are an offering For anyone who has a pure heart.

[Brahin-e-Ahmadiyya, Ruhani Khaza'in Vol. 1, pp. 198-204]

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 07 اگست 2020ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

بنو قریظہ کی غداری اور خدائی تصرفات کے تحت ان کی سزا کے واقعہ کا تفصیلی بیان
چار مرحومین مکرمہ حاجیہ رقیہ خالد صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ گھانا، مکرمہ صفیہ بیگم صاحبہ اہلیہ محترم شیخ مبارک احمد صاحب مبلغ سلسلہ مرحوم،
مکرم علی احمد صاحب ریٹائرڈ معلّم وقفِ جدید اور مکرمہ رفیقاں بی بی صاحبہ نارووال کا ذکر خیر، ان سمیت بعض دیگر مرحومین کی نمازِ جنازہ غائب

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت صحابی حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 17 جولائی 2020ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ستر ہزار فرشتے سعد بن معاذؓ کے جنازے پر حاضر ہیں جو آج سے قبل کبھی زمین پر نہیں اترے

آنحضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے عظیم المرتبت بدری صحابہ

اوس قبیلہ کے رئیس اعظم حضرت سَعد بن مُعاذ رضی اللہ عنہ جو اخلاص میں، قربانی میں، خدمت اسلام میں، عشقِ رسول میں یہ شخص ایسا بلند مرتبہ رکھتا تھا جو کم ہی لوگوں کو حاصل ہوا کرتا ہے اور اس کی ہر حرکت وسکون سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ اسلام اور بانیٔ اسلام کی محبت اس کی روح کی غذا ہے اور بوجہ اس کے کہ وہ اپنے قبیلہ کا رئیس تھا اس کا نمونہ انصار میں ایک نہایت گہرا عملی اثر رکھتا تھا۔
اسی طرح ابتدائے اسلام میں ایمان لانے والے، مکّی دور میں تکالیف برداشت کرنے والے، نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی پہرے داری کا شرف پانے والے، دینِ اسلام اور خلافت کے لیے غیرت رکھنے والے، بہادر شہسوار، مستجاب الدعوات حضرت سعد بن ابی وقّاص رضی اللہ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

دو مرحومین مکرم ماسٹر عبدالسمیع خان صاحب کا ٹھگڑھی آف ربوہ اور محترم سید مجیب اللہ صادق صاحب آف لندن کا ذکرِ خیر اور ان کے ساتھ سلسلہ کے دیرینہ خادم، اسیر راہ مولیٰ مکرم رانا نعیم الدین صاحب کی نمازِ جنازہ غائب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

گذشتہ خطبے میں حضرت سعد بن مُعاذؓ کا ذکر ہو رہا تھا۔ غزوہ احزاب اور حضرت سعد بن مُعاذؓ کا ذکر کرتے ہوئے سیرت خاتم النبیینؐ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے یوں لکھا ہے کہ

’’اس لڑائی میں مسلمانوں کا جانی نقصان زیادہ نہیں ہوا۔ یعنی صرف پانچ چھ آدمی شہید ہوئے مگر قبیلہ اوس کے رئیس اعظم سعد بن مُعاذؓ کو ایسا کاری زخم آیا کہ وہ بالآخر اس سے جانبر نہ ہو سکے اور یہ نقصان مسلمانوں کے لئے ایک ناقابل تلافی نقصان تھا۔ کفار کے لشکر میں سے صرف تین آدمی قتل ہوئے لیکن اس جنگ میں قریش کو کچھ ایسا دھکا لگا کہ اس کے بعد ان کو پھر کبھی مسلمانوں کے خلاف اس طرح جتھہ بنا کر نکلنے یا مدینہ پر حملہ آور ہونے کی ہمت نہیں ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی لفظ بلفظ پوری ہوئی۔‘‘

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ :595)

جیسا کہ پچھلے خطبے میں ذکر ہو چکا ہے کہ آپؐ نے فرمایا تھا: آئندہ سے کفار کو ہمت نہیں ہو گی کہ ہم پر حملہ کریں۔
حضرت سعد بن مُعاذؓ کو غزوۂ خندق کے موقعے پر کلائی میں زخم آیا جس سے آپؓ کی شہادت ہوئی۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں غزوۂ خندق کے روز نکلی اور لوگوں کے قدموں کے نشان پر چل رہی تھی کہ مَیں نے پیچھے سے آہٹ سنی۔ میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو حضرت سعد بن مُعاذؓ اپنے بھتیجے حارث بن اوس کے ہمراہ ڈھال لیے ہوئے تھے۔ مَیں زمین پر بیٹھ گئی۔ حضرت سعد بن مُعاذؓ میرے پاس سے رجز یہ شعر پڑھتے ہوئے گزرے کہ

لَبِّثْ قَلِيْلًا يُدْرِكُ الْهَيْجَا حَمَلْ
مَا أَحْسَنَ الْمَوْتَ إِذَا حَانَ الْأَجَلْ!

کہ کچھ دیر انتظار کرو یہاں تک کہ حَمَلْ جنگ کے لیے حاضر ہو جائے۔ موت کیا ہی اچھی ہوتی ہے جب مقررہ میعاد کا وقت آ گیا ہو۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت سعد بن مُعاذؓ کے بدن پر ایک زرہ تھی جس سے آپ کی دونوں اطراف باہر تھیں۔ یعنی جسم بھاری ہونے کی وجہ سے، چوڑا ہونے کی وجہ سے اس سے باہر نکل رہا تھا۔ کہتی ہیں کہ مجھے اس بات پر حضرت سعدؓ کی دونوں اطراف کے زخمی ہونے کا اندیشہ ہوا کہ زرہ سے باہر ہیں۔ حضرت سعد طویل القامت اور عظیم الجثہ لوگوں میں سے تھے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد الجزء الثالث صفحہ:۳۲۲ ’’سَعْدُ بِنُ مُعَاذ‘‘، دارالکتب العلمیة بیروت لبنان ۱۹۹۰ء)

حضرت سعد بن مُعاذؓ کو ابن عَرِقَہ نے زخمی کیا تھا۔ ابن عرقہ کا نام حَبَّانُ بن عَبدِ مُنَاف تھا۔ قبیلہ بنو عَامِر بن لُؤَیّ سے تعلق رکھتا تھا۔ عَرِقَہ اس کی والدہ کا نام تھا۔

(الاصابہ فی تمییز الصحابہ لابن حجر عسقلانی جلد۳ صفحہ ۷۰ زیر لفظ ’’سَعْدُ بِنُ مُعَاذ‘‘، دارالکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۵ء)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت سعد بن مُعاذؓ کے بازو کی رَگ میں تیر لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے تیر کے پھل کو نکال کر پھل سے اس کو پھر بعد میں کاٹ کر داغ دیا، اس زخم کو کاٹ کر داغ دیا پھر وہ سوج گیا۔ آپؐ نے اس کو دوبارہ کاٹ کر دوبارہ داغ دیا۔ جو زخم لگا تھا تیر کے پھل سے ہی اس کو کاٹا اور پھر داغ دیا۔

(صحیح مسلم کتاب السلام باب لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ وَاسْتِحْبَابِ التَّدَاوِی حدیث:۲۲۰۸)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مشرکین میں سے ایک شخص ابن عرقہ حضرت سعد بن مُعاذؓ کو تیر مار رہا تھا۔ اس نے ایک تیر مارتے ہوئے کہا: یہ لو مَیں ابن عرقہ ہوں۔ وہ تیر حضرت سعدؓ کے بازو کی رگ میں لگا۔ زخمی ہونے پر حضرت سعدؓ نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی کہ اے اللہ! مجھے اس وقت تک موت نہ دینا جب تک کہ تو بنو قریظہ سے میری تسلی نہ کرا دے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد الجزء الثالث صفحہ ۳۲۲ زیر لفظ ’’سَعْدُ بِنُ مُعَاذ‘‘، دارالکتب العلمیة بیروت لبنان ۱۹۹۰ء)

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ خندق کے روز حضرت سعدؓ کو زخم آیا۔ قریش کے ایک شخص حَبَّان بن عَرِقَہ نے آپؓ کی کلائی پر تیر مارا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں ان کے لیے ایک خیمہ نصب کیا تا کہ قریب رہ کر ان کی عیادت کر سکیں۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد الجزء الثالث صفحہ ۳۲۵ ’’سَعْدُ بِنُ مُعَاذ‘‘، دارالکتب العلمیة بیروت لبنان ۱۹۹۰ء)

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضرت سعدؓ کا زخم خشک ہو کر اچھا ہونے لگا تو انہوں نے دعا کی کہ اے اللہ! تُو جانتا ہے کہ مجھے تیری راہ میں اس قوم کے خلاف جہاد کرنے سے بڑھ کر کوئی چیز زیادہ محبوب نہیں جس نے تیرے رسول کو جھٹلایا اور اسے نکال دیا۔ اے اللہ! میں خیال کرتا ہوں کہ تو نے ہمارے اور ان کے درمیان جنگ کا خاتمہ کر دیا ہے۔ اگر قریش کی جنگ میں سے کچھ باقی ہے تو مجھے ان کے مقابلے کے لیے زندہ رکھ۔ اگر ابھی مزید کچھ جنگیں ہونی ہیں تو پھر مجھے اس وقت تک زندہ رکھ تا کہ میں تیری راہ میں ان سے جہاد کر سکوں اور اگر تُو نے ہمارے اور ان کے درمیان جنگ کا خاتمہ کر دیا ہے جس طرح کہ میری سوچ ہے تو پھر میری رَگ کھول دے اور اس زخم کو میری شہادت کا ذریعہ بنا دے۔
حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ زخم اسی رات پھٹ گیا اور اس میں سے خون بہ نکلا۔ مسجد نبویؐ میں بنو غفار کے لوگ خیمہ زن تھے۔ خون بہ کر جب ان کے پاس پہنچا تو وہ خوفزدہ ہو گئے۔ لوگوں نے کہا اے خیمے والو! یہ خون کیسا ہے جو تمہاری طرف سے ہمارے پاس آ رہا ہے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت سعدؓ کے زخم سے خون بہ رہا تھا اور اسی سے ان کی وفات ہو گئی۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت سعد بن مُعاذؓ کا خون بہنے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر ان کی طرف گئے اور انہیں اپنے ساتھ چمٹایا۔ خون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ اور داڑھی پر لگ رہا تھا۔ جس قدر کوئی شخص آپ کو خون سے بچانا چاہتا تھا یعنی جس طرح وہ بہ رہا تھا لوگوں کی کوشش تھی کہ آپؐ کو خون نہ لگے، اس سے زیادہ آپؐ حضرت سعدؓ کے قریب ہو جاتے تھے یہاں تک کہ حضرت سعدؓ وفات پا گئے۔

ایک اَور روایت میں ہے کہ جب حضرت سعد بن مُعاذؓ کا زخم پھٹ گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپؐ ان کے پاس تشریف لائے، ان کا سر اپنی گود میں رکھا اور انہیں سفید چادر سے ڈھانپ دیا گیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اے اللہ! سعدؓ نے تیری راہ میں جہاد کیا اور تیرے رسول کی تصدیق کی اور جو اس کے ذمے تھا اسے ادا کر دیا پس تُو اس کی روح کو اس خیر کے ساتھ قبول فرما جس کے ساتھ تُو کسی روح کو قبول کرتا ہے۔ جب حضرت سعدؓ نے، کچھ تھوڑی سی ہوش تھی، اس وقت قریب المرگ تھے، حضرت سعدؓ نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات سنے تو انہوں نے اپنی آنکھیں کھولیں اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ پر سلام ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ جب سعدؓ کے گھر والوں نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعدؓ کا سر اپنی گود میں رکھا ہوا ہے تو وہ ڈر گئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا ذکر کیا گیا کہ سعدؓ کے گھر والے آپؐ کی گود میں اس کا سر دیکھ کر ڈر گئے تھے تو آپؐ نے یہ دعا دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَیں اللہ سے اس بات کا طالب ہوں کہ جس قدر تم لوگ اس وقت گھر میں موجود ہو اتنی ہی زیادہ تعداد میں فرشتے حضرت سعدؓ کی وفات کے وقت حاضر ہوں۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد الجزء الثالث صفحہ ۳۲۵-۳۲۶ ’’سَعْدُ بِنُ مُعَاذ‘‘، دارالکتب العلمیة بیروت لبنان ۱۹۹۰ء)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو باریک ریشمی کپڑے کا ایک چوغہ تحفہ دیا گیا۔ آپ ریشمی کپڑا پہننے سے منع فرمایا کرتے تھے۔ وہ کپڑا دیکھ کر لوگوں کو تعجب ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے سعد بن مُعَاذؓ کے رومال جنت میں اس سے

زیادہ خوبصورت ہوں گے۔ یہ بخاری کی حدیث ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الھدیہ بَابُ قَبُولِ الْھَدِيَّةِ مِنَ الْمُشْرِكِينَ حدیث:۲۶۱۵)

انہوں نے ہاتھ میں کپڑا دیکھا۔ ان کا خیال تھا شاید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو استعمال کریں گے کیونکہ آپ تو منع فرمایا کرتے تھے لیکن بہرحال آپؐ نے اس کو دیکھ کے یہ مثال دی کہ تم اس پر حیران ہو رہے ہو بلکہ حیرت کا اظہار کیا۔ اصل میں تو دوسری حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ لوگوں نے حیرت کا اظہار کیا جیسا کہ مسلم کی حدیث میں ہے۔ اس کی روایت اس طرح ہے کہ حضرت براءؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک ریشمی چوغہ تحفۃً پیش کیا گیا جسے آپؐ کے صحابہؓ چھونے لگے اور اس کی نرمی پر تعجب کا اظہار کرنے لگے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کیا تم اس کی نرمی پر تعجب کرتے ہو! یقیناً جنت میں سعد بن مُعاذؓ کے رومال اس سے زیادہ بہتر اور زیادہ نرم ہیں۔

(صحیح مسلم کتاب فَضَائِلِ الصَّحَابَةِ بَابُ مِنْ فَضَائِلِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذ۲۴۶۸)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے سعد بن مُعاذؓ کی وفات پر عرش کانپ گیا۔ یہ بخاری کی روایت ہے۔

(صحیح بخاری کِتَاب مَنَاقِبِ الْاَنْصَارِ بَابُ مَنَاقِبِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذ حدیث:۳۸۰۳)

اور مسلم میں اس طرح ہے کہ حضرت انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ حضرت سعدؓ کا جنازہ رکھا ہوا تھا فرمایا کہ اس کی وجہ سے رحمان کا عرش لرز اُٹھا۔

(صحیح مسلم کتاب فَضَائِلِ الصَّحَابَةِ بَابُ مِنْ فَضَائِلِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذ حدیث نمبر ۲۴۶۷)

ان باتوں کی تفصیل اور تھوڑی سی وضاحت حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے یوں فرمائی ہے۔ آپؓ لکھتے ہیں کہ

’’حضرت سعد بن مُعاذؓ رئیس قبیلہ اوس کی کلائی میں جو زخم غزوۂ خندق کے موقعہ پر آیا تھا وہ باوجود بہت علاج معالجہ کے اچھا ہونے میں نہیں آتا تھا اور مندمل ہو ہو کر پھر کھل کھل جاتا تھا۔ چونکہ وہ ایک بہت مخلص صحابی تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی تیمارداری کا خاص خیال تھا۔ اس لیے آپؐ نے غزوۂ خندق کی واپسی پر ان کے متعلق ہدایت فرمائی تھی کہ انہیں مسجد کے صحن میں ایک خیمہ میں رکھا جائے تا آپؐ آسانی کے ساتھ ان کی تیمارداری فرما سکیں۔ چنانچہ انہیں ایک مسلمان عورت رَفِیدَہ نامی کے خیمہ میں رکھا گیا جو بیماروں کی تیمارداری اور نرسنگ میں مہارت رکھتی تھی‘‘ یعنی وہ ایسا خیمہ تھا جہاں مریض رکھے جاتے تھے ’’اور عموماً مسجد کے صحن میں خیمہ لگا کر مسلمان زخمیوں کا علاج کیا کرتی تھی۔ مگر باوجود اس غیر معمولی توجہ کے سعدؓ کی حالت روبہ اصلاح نہ ہوئی اور اسی دوران میں بنو قریظہ کا واقعہ پیش آ گیا جس کی وجہ سے سعدؓ کو غیر معمولی مشقت اور کوفت برداشت کرنی پڑی اور ان کی کمزوری بہت بڑھ گئی۔ انہی ایام میں ایک رات سعدؓ نے نہایت گریہ وزاری سے یہ دعا کی کہ اے میرے مولا! تُو جانتا ہے کہ میرے دل میں یہ خواہش کس طرح بھری ہوئی ہے کہ میں اس قوم کے مقابل میں تیرے دین کی حفاظت کے لیے جہاد کروں جس نے تیرے رسولؐ کی تکذیب کی اور اسے اس کے وطن سے نکال دیا۔ اے میرے آقا! میرے خیال میں اب ہمارے اور قریش کے درمیان لڑائی کا خاتمہ ہو چکا ہے لیکن اگر تیرے علم میں کوئی جنگ ابھی باقی ہے تو مجھے اتنی مہلت دے کہ میں تیرے رستے میں ان کے ساتھ جہاد کروں لیکن اگر ان کے ساتھ ہماری جنگ ختم ہو چکی ہے تو مجھے اب زندگی کی تمنا نہیں ہے۔ مجھے اس شہادت کی موت مرنے دے۔ لکھا ہے کہ اسی رات سعدؓ کا زخم کھل گیا اور اس قدر خون بہا کہ خیمے سے باہر نکل آیا اور لوگ گھبرا کر خیمہ کے اندر گئے تو سعدؓ کی حالت دگرگوں تھی۔ آخر اسی حالت میں سعدؓ نے جان دے دی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سعدؓ کی وفات کا سخت صدمہ ہوا اور واقعی اس وقت کے حالات کے ماتحت سعدؓ کی وفات مسلمانوں کے لئے ایک ناقابل تلافی نقصان تھی۔ سعدؓ کو انصار میں قریباً قریباً وہی حیثیت حاصل تھی جو مہاجرین میں ابو بکر صدیقؓ کو حاصل تھی۔ اخلاص میں، قربانی میں، خدمت اسلام میں، عشقِ رسول میں یہ شخص ایسا بلند مرتبہ رکھتا تھا جو کم ہی لوگوں کو حاصل ہوا کرتا ہے اور اس کی ہر حرکت وسکون سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ اسلام اور بانیٔ اسلام کی محبت اس کی روح کی غذا ہے اور بوجہ اس کے کہ وہ اپنے قبیلہ کا رئیس تھا اس کا نمونہ انصار میں ایک نہایت گہرا عملی اثر رکھتا تھا۔ ایسے قابل روحانی فرزند کی وفات پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صدمہ ایک فطری امر تھا مگر آپؐ نے کامل صبر سے کام لیا اور خدائی مشیت کے سامنے تسلیم ورضا کا سر جھکا دیا۔

جب سعدؓ کا جنازہ اٹھا تو سعدؓ کی بوڑھی والدہ نے بتقاضائے محبت کسی قدر بلند آواز سے ان کا نوحہ کیا اور اس نوحہ میں زمانہ کے دستور کے مطابق سعدؓ کی بعض خوبیاں بیان کیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نوحہ کی آواز سنی تو گو آپؐ نے اصولاً نوحہ کرنے کو پسند نہیں کیا مگر فرمایا کہ نوحہ کرنے والیاں بہت جھوٹ بولا کرتی ہیں لیکن اس وقت سعدؓ کی ماں نے جو کچھ کہا ہے وہ سچ کہا ہے۔ یعنی جو خوبیاں سعدؓ میں بیان کی گئی ہیں وہ سب درست ہیں۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھائی اور دفنانے کے لیے خود ساتھ تشریف لے گئے اور قبر کی تیاری تک وہیں ٹھہرے رہے اور آخر وہاں سے دعا کرنے کے بعد تشریف لائے۔

غالباً اسی دوران میں کسی موقعہ پر آپؐ نے فرمایا کہ اِهْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ لِمَوْتِ سَعْدٍ یعنی سعدؓ کی موت پر خدائے رحمان کا عرش جھومنے لگ گیا ہے۔‘‘ باقیوں نے (ترجمہ) کیا ہے کہ لرز اٹھا ہے یا کانپ اٹھا۔ آپؓ نے فرمایا کہ جھومنے لگ گیا ’’یعنی عالَمِ آخرت میں خدا کی رحمت نے خوشی کے ساتھ سعدؓ کی روح کا استقبال کیا۔‘‘ عرش کے جھومنے سے یہ مراد ہے۔ ’’ایک عرصہ کے بعد جب آپؐ کو کسی جگہ سے کچھ ریشمی پارچات ہدیۃً آئے تو بعض صحابہ نے انہیں دیکھ کر ان کی نرمی اور ملائمت کا بڑے تعجب کے ساتھ ذکر کیا اور اسے ایک غیر معمولی چیز جانا۔ آپؐ نے فرمایا کیا تم اس کی نرمی پر تعجب کرتے ہو؟ خدا کی قسم جنت میں سعدؓ کی چادریں ان سے بہت زیادہ نرم اور بہت زیادہ اچھی ہیں۔‘‘

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 613-614)

بخاری اور مسلم کی آدھی احادیث میں جو پہلے ذکر ہوئی ہیں وہاں رومال کا ذکر ہے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے یہاں اس کا ترجمہ چادریں کیا ہے۔ بہرحال عربی کا جو لفظ استعمال ہوا ہے اس کے لحاظ سے کپڑے کو بھی کہتے ہیں۔

حضرت سعدؓ کی والدہ آپ کے غم میں روتے ہوئے یہ شعر پڑھ رہی تھیں۔

وَيْلُ أُمِّ سَعْدٍ سَعْدَا
بَرَاعَةً وَ نَجْدَا
بَعْدَ أَيَادٍ يَا لَهُ وَ مَجْدَا
مُقَدَّمًا سَدَّ بِهِ مَسَدَّا

ام سعد کو سعد کی جدائی پر افسوس ہے جو ذہانت اور شجاعت کا پیکر تھا۔ جو بہادری اور شرافت کا مجسمہ تھا۔ اس محسن کی بزرگی کے کیا کہنے جو سب خلا پُر کرنے والا سردار تھا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كُلُّ الْبَوَاكِي يَكْذِبْنَ إِلَّا أُمَّ سَعْدٍ۔

کہ کسی کے مرنے پر ہر رونے والی جھوٹ بولتی ہے۔ غیر ضروری مبالغے سے کام لیتی ہے سوائے سعد کی والدہ کے۔ طبقات الکبریٰ کا یہ حوالہ ہے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد الجزء الثالث صفحہ۳۲۸ ’’سَعْدُ بْنُ مُعَاذ‘‘، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان ۱۹۹۰ء)

حضرت سعدؓ بھاری بھرکم آدمی تھے جب ان کا جنازہ اٹھایا گیا تو منافقین کہنے لگے کہ ہم نے کسی آدمی کا جنازہ اس قدر ہلکا نہیں دیکھا جتنا حضرت سعدؓ کا تھا اور یہ کہتے جاتے تھے کہ ایسا ان کے بنو قریظہ کے متعلق فیصلے کی وجہ سے ہوا ہے یعنی اس کو منفی رنگ دینا چاہتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کے بارے میں آگاہ کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! سعدؓ کا جنازہ جو تمہیں ہلکا لگا تو وہ اس لیے کہ سعدؓ کا جنازہ ملائکہ اٹھائے ہوئے ہیں۔ ایک دوسری روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ستر ہزار فرشتے سعد بن مُعاذؓ کے جنازے پر حاضر ہیں جو آج سے قبل کبھی زمین پر نہیں اترے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد الجزء الثالث صفحہ۳۲۸ ’’سَعْدُ بْنُ مُعَاذ‘‘، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان ۱۹۹۰ء)

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ المجلد الثانی صفحہ ۴۶۴ ’’سَعْدُ بْنُ مُعَاذ‘‘ دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان ۲۰۰۳ء)

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت سعد بن مُعاذؓ کے جنازے کے آگے آگے چلتے ہوئے دیکھا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد الجزء الثالث صفحہ۳۲۹ ’’سَعْدُ بْنُ مُعَاذ‘‘، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان ۱۹۹۰ء)

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے جنۃ البقیع میں حضرت سعد بن مُعاذؓ کی قبر کھودی تھی۔ جب ہم مٹی کا کوئی حصہ کھودتے تو مُشک کی خوشبو آتی یہاں تک کہ ہم لحد تک پہنچ گئے۔ جب ہم قبر کھود چکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ حضرت سعدؓ کا جنازہ قبر کے پاس رکھا گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ میں نے اتنی کثرت سے آدمی دیکھے جنہوں نے جنۃ البقیع کو بھر دیا تھا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد الجزء الثالث صفحہ۳۲۹-۳۳۰ ’’سَعْدُ بْنُ مُعَاذ‘‘، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان ۱۹۹۰ء)

عبد الرحمٰن بن جابر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت سعدؓ کی قبر تیار ہو چکی تو چار افراد حارث بن اوسؓ، اُسَید بن حُضَیرؓ، ابو نائلہ سِلکان بن سَلَامہؓ اور سَلَمہ بن سَلَامہ بن وَقْشؓ حضرت سعدؓ کی قبر میں اترے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعدؓ کے قدموں کی جانب کھڑے تھے۔ جب حضرت سعدؓ کو قبر میں اتار دیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا رنگ تبدیل ہو گیا۔ آپؐ نے تین مرتبہ سبحان اللہ کہا۔ آپؐ کے ساتھ تمام صحابہؓ نے بھی تین مرتبہ سبحان اللہ کہا۔ یہاں تک کہ جنۃ البقیع گونج اٹھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ اللہ اکبر کہا۔ آپؐ کے ساتھ تمام صحابہؓ نے بھی اللہ اکبر کہا۔ یہاں تک کہ جنۃ البقیع اللہ اکبر سے گونج اٹھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہؐ! ہم نے آپؐ کے چہرے کی تبدیلی دیکھی اور آپؐ نے تین مرتبہ سبحان اللہ کہا۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ سعدؓ پر قبر میں تنگی ہوئی اور انہیں دبایا گیا۔ اگر اس سے کسی کو نجات ہوتی تو سعدؓ کی ضرور ہوتی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے اسے کشادہ کر دیا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد الجزء الثالث صفحہ۳۳۰ ’’سَعْدُ بْنُ مُعَاذ‘‘، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان ۱۹۹۰ء)

مِسْوَر بن رِفَاعَہ قُرَظِی بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن مُعاذؓ کی والدہ انہیں لحد میں اتارنے کے لیے آئیں تو لوگوں نے انہیں واپس بھیج دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں چھوڑ دو۔ وہ آئیں اور قبل اس کے کہ ان کی قبر پر اینٹ اور مٹی ڈالی جاتی انہوں نے حضرت سعدؓ کو لحد میں دیکھا اور کہا مجھے یقین ہے کہ تم اللہ کے پاس ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعدؓ کی قبر پر ان کی والدہ سے تعزیت کی اور ایک جانب بیٹھ گئے۔ مسلمانوں نے قبر پر مٹی ڈال کر اسے برابر کر دیا اور اس پر پانی چھڑک دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے پاس تشریف لائے کچھ دیر وہاں ٹھہرے اور پھر دعا کی اور واپس تشریف لے گئے۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے دو ساتھیوں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے بعد مسلمانوں پر کسی کی جدائی اتنی شاق نہ تھی جتنی حضرت سعد بن مُعاذؓ کی۔ حضرت سعد بن مُعاذؓ کی عمر وفات کے وقت 37 سال تھی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد الجزء الثالث صفحہ۳۳۰-۳۳۱ ’’سَعْدُ بْنُ مُعَاذ‘‘، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان ۱۹۹۰ء)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن مُعاذؓ کی والدہ کو فرمایا کیا تمہارا غم ختم نہ ہو گا اور تمہارے آنسو نہیں تھمیں گے کیونکہ تمہارا بیٹا وہ پہلا شخص ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ مسکرایا اور جس کے لیے عرش لرز اٹھا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد الجزء الثالث صفحہ ۳۳۲ ''سَعۡدۡ بِنۡ مُعَاذ''، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان ۱۹۹۰ء)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعدؓ کو دفن کیا اور ان کے جنازے سے لوٹے تو آپؐ کے آنسو آپؐ کی داڑھی پر بہ رہے تھے۔

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ المجلد الثانی صفحہ ۴۶۳ ''سَعۡدۡ بِنۡ مُعَاذ'' دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان ۲۰۰۳ء)

ایک روایت حضرت سعد کے حوالے سے ہے۔ حضرت سعدؓ نے بیان کیا کہ مَیں بے شک کمزور ہوں مگر تین باتوں میں مَیں بہت پختہ ہوں۔ جو اپنی باتیں انہوں نے بتائیں کہ میرے اندر تین باتیں کیا ہیں۔ بہت کمزور انسان ہوں لیکن یہ تین باتیں ہیں جو میرے اندر بہت پکی ہیں اور ان پر میں عمل کرتا ہوں۔ پہلی یہ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو سنا اسے حق جانا۔ کوئی کبھی ان کو انقباض نہیں ہوا۔ دوسرا یہ کہ میں نے اپنی نماز میں نماز کے علاوہ کوئی دوسرا خیال نہیں آنے دیا یہاں تک کہ نماز مکمل کر لوں۔ بڑی توجہ سے نماز پڑھتے تھے۔ تیسرا یہ کہ کوئی جنازہ حاضر نہیں ہوتا تھا مگر میں اپنے آپ کو اس کی جگہ مردہ خیال کر کے سوچتا ہوں کہ وہ کیا کہے گا اور اس سے کیا پوچھا جائے گا۔ گویا کہ وہ سوال و جواب مجھ سے ہو رہے ہیں۔ آخرت کی فکر تھی۔

(مجمع الزوائد کتاب المناقب بَابُ مَا جَاءَ فِي أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ حدیث: ۱۵۶۸۹ جلد ۰۹ صفحہ ۳۷۵ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۱ء)

حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں کہ انصار کے تین افراد ایسے تھے جو سب بنو عَبۡدُالۡاَشۡھَل میں سے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو ان پر فضیلت نہیں دی جاتی تھی اور وہ حضرت سعد بن مُعاذؓ، حضرت اُسَید بن حُضَیرؓ، اور حضرت عَبّاد بن بِشرؓ تھے۔

(الاصابہ فی تمییز الصحابہ لابن حجر عسقلانی جلد ۰۳ صفحہ ۱۷ ''سَعۡدۡ بِنۡ مُعَاذ'' دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان ۱۹۹۵ء)

اگلے جن صحابی کا ذکر ہے ان کا نام ہے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ۔ حضرت سعدؓ کی کنیت ابو اسحاق تھی۔ آپؓ کے والد کا نام مالک بن اُھَیب جبکہ بعض روایات میں مالک بن وُھَیب بھی بیان ہوا ہے۔ آپؓ کے والد اپنی کنیت ابو وَقّاص کی وجہ سے زیادہ مشہور ہیں اس لیے آپ کا نام سعد بن ابی وقاصؓ بیان کیا جاتا ہے۔ آپؓ کی والدہ کا نام حَمۡنَہ بنتِ سُفۡیَان تھا۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب جزء ثانی صفحہ ۶۰۶-۶۰۷، دار الجیل بیروت)

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جزء ثالث صفحہ ۱۰۱، سعد بن ابی وقّاص، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۱۹۹۰ء)

حضرت سَعۡد بن ابی وَقّاصؓ کا تعلق قریش کے قبیلہ بَنُو زُہۡرَہ سے تھا۔

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 123)

(سیرت ابن ہشام جلد 1 صفحہ 680-681، من بنی زُہۡرَہ، مکتبہ مصطفیٰ البابی الحلبی و اولادہ، مصر۔ 1955ء)

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ ان دس صحابہ میں سے ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں جنت کی بشارت دی تھی۔ ان دس صحابہ کو عشرہ مبشرہ کہتے ہیں اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ ان میں سب سے آخر پر فوت ہوئے۔

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ جزء الثانی صفحہ ۳۲۴، دارالفکر بیروت لبنان، ۲۰۰۱ء)

یہ تمام اصحاب یعنی عشرہ مبشرہ مہاجرین میں سے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات کے وقت ان سے راضی تھے۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اپنے ایمان لانے کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ کسی نے بھی اسلام قبول نہیں کیا مگر اس دن جس دن کہ میں نے اسلام قبول کیا اور میں سات دن تک ٹھہرا رہا اور حالت یہ تھی کہ میں مسلمانوں کا ایک تہائی تھا۔

(صحیح بخاری کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم باب مناقب سعد بن ابی وقّاص حدیث نمبر ۳۷۲۷)

(صحیح بخاری کتاب مناقب انصار باب اسلام سعد حدیث نمبر ۳۸۵۸)

تین آدمی تھے۔ آپ کا بیان ہے کہ میں نماز کے فرض ہونے سے پہلے مسلمان ہو چکا تھا۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جزء ثانی صفحہ ۴۵۳، سعد بن مالک، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۲۰۰۳ء)

حضرت سعدؓ کے اسلام لانے کا واقعہ ان کی بیٹی بیان کرتی ہیں کہ حضرت سعدؓ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں تاریکی میں ہوں اور مجھے کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ اچانک میں دیکھتا ہوں کہ چاند طلوع ہوا اور میں اس کی طرف چل پڑا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ مجھ سے پہلے حضرت زید بن حارثہؓ، حضرت علیؓ اور حضرت ابوبکرؓ چاند کی طرف جا رہے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کب پہنچے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم بھی ابھی پہنچے ہیں۔ حضرت سعدؓ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر مل چکی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مخفی طور پر اسلام کی طرف بلا رہے ہیں۔ چنانچہ میں شِعۡبِ اَجۡیَاد میں آ کر آپ کو ملا۔ اَجۡیَاد مکّے میں صفا پہاڑی سے متصل ایک مقام کا نام ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکریاں چرائی ہیں۔ آپؐ عصر کی نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تھے کہ میں پہنچ گیا اور بیعت کر کے مسلمان ہو گیا۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جزو ثانی صفحہ ۴۵۵، سعد بن مالک، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۲۰۰۳ء)

(روشن ستارے از غلام باری سیف صاحب جلد 2 صفحہ 63-64) (فرہنگ سیرت صفحہ 30 زوار اکیڈمی کراچی 2003ء)

حضرت سعدؓ کی بیٹی عائشہ بنت سعد روایت کرتی ہیں کہ میں نے اپنے والد کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جب میں مسلمان ہوا اس وقت میری عمر سترہ سال تھی۔ بعض روایات میں ایمان لانے کے وقت ان کی عمر انیس سال بھی بیان ہوئی ہے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جزء ثالث صفحہ ۱۰۳، سعد بن ابی وقّاص، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۱۹۹۰ء)

اوّلین اسلام لانے والوں میں حضرت ابوبکرؓ کی تبلیغ سے پانچ ایسے اشخاص ایمان لائے جو اسلام میں جلیل القدر اور عالی مرتبہ اصحاب میں شمار کیے جاتے ہیں۔ ان میں تیسرے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ تھے جو اس وقت بالکل نوجوان تھے۔ یہ سیرت خاتم النبیینؐ میں جو لکھا ہے اسی سے اخذ کیا گیا ہے یعنی اس وقت ان کی عمر انیس سال تھی۔ یہ بنو زُہۡرَہ میں سے تھے اور نہایت دلیر اور بہادر تھے۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں عراق انہی کے ہاتھ پر فتح ہوا اور امیر معاویہ کے زمانہ میں فوت ہوئے تھے۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 122-123)

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی روایات بیان کی ہیں۔

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ جزء الثانی صفحہ ۳۲۴، دارالفکر بیروت لبنان، ۲۰۰۱ء)

حضرت سعدؓ کے بیٹے مُصۡعَب بیان کرتے ہیں کہ میرے والد سعدؓ نے مجھے بیان کیا کہ میری ماں نے یعنی حضرت سعدؓ کی ماں نے قسم کھائی تھی کہ وہ ان سے کبھی بات نہیں کرے گی یہاں تک کہ وہ اپنے دین کا انکار کر دے یعنی اسلام سے پھر جائیں۔ چنانچہ نہ وہ کھاتیں اور نہ پیتی تھیں۔ کہتے ہیں کہ میری ماں نے کہا تو بیان کیا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے والدین سے احسان کی تاکید کرتا ہے۔ تم کہتے ہو ناں کہ تمہارا دین یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ اپنے والدین سے احسان کرو۔ اس کی تاکید کی جاتی ہے۔ میں تمہاری ماں ہوں اور میں تمہیں اس کا حکم دے رہی ہوں کہ اب اس کو چھوڑ دو اور میری بات جو میں کہتی ہوں وہ مانو۔ راوی کہتے ہیں کہ تین روز تک وہ اس حالت میں رہیں یہاں تک کہ کمزوری کی وجہ سے ان پر غشی طاری ہو گئی۔ پھر ان کا بیٹا جسے عُمَارَہ کہا جاتا تھا کھڑا ہوا اور انہیں پانی پلایا۔ پھر جب ہوش آئی تو وہ سعدؓ کو بد دعا دینے لگیں۔ تب اللہ عز و جل نے قرآن میں یہ آیت اتاری کہ

وَوَصَّيۡنَا الۡاِنۡسَانَ بِوَالِدَيۡهِ حُسۡنًا (العنکبوت:9)

کہ ہم نے انسان کو اس کے والدین کے حقوق میں احسان کی تاکیدی نصیحت کی۔ وَوَصَّيۡنَا الۡاِنۡسَانَ بِوَالِدَيۡهِ حُسۡنًا۔ یہ عنکبوت کی آیت ہے اور پھر سورۂ لقمان میں یہ ہے کہ وَاِنۡ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنۡ تُشۡرِكَ بِىۡ (لقمان:16) اگر وہ دونوں تجھ سے جھگڑا کریں کہ تُو میرا شریک ٹھہرا تو اطاعت نہ کر۔ وَاِنۡ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنۡ تُشۡرِكَ بِىۡ کہ اگر وہ کہیں تو میرا شریک ٹھہرا تو پھر ان کی اطاعت نہیں کرنی اور اس میں پھر آگے یہ بھی ہے کہ وَصَاحِبۡهُمَا فِى الدُّنۡيَا مَعۡرُوۡفًا (لقمان:16) دونوں کے ساتھ دنیا میں دستور کے مطابق رفاقت جاری رکھو۔ ان سے تعلق رکھو۔ ان سے نیکی کرو۔

(صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب فضل سعد بن ابی وقّاص حدیث: ۱۷۴۸)

یہ جھگڑا اگر شرک کے بارے میں کرنا ہے تو پھر بات نہیں ماننی۔ یہ جو تفصیلی بات ہے یہ مضمون اسی طرح پورا آگے چلتا ہے۔ لیکن جو دنیاوی معاملات ہیں ان میں ان سے رفاقت جاری رکھو۔ وَصَاحِبۡهُمَا فِى الدُّنۡيَا مَعۡرُوۡفًا ان سے تعلق رکھو۔ ان سے نیکی کرو۔

یہ پہلی روایت مسلم میں تھی۔ آگے پھر سیرت میں ایک اَور حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی والدہ کے ساتھ بہت پیار کرتا تھا مگر جب میں نے اسلام قبول کیا تو اس نے کہا کہ اے سعد! یہ کون سا دین تُو نے اختیار کر لیا ہے۔ یا تو تُو اس نئے دین کو ترک کر دے یا مَیں کچھ نہ کھاؤں اور نہ پیوں گی یہاں تک کہ میں مر جاؤں گی۔ حضرت سعدؓ کہتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا کہ اے پیاری ماں! ایسا نہ کرنا کیونکہ میں اپنے دین کو چھوڑنے والا نہیں ہوں۔ حضرت سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن اور ایک رات تک میری ماں نے نہ کچھ کھایا اور نہ پیا اور اس کی حالت خراب ہونے لگی تو میں نے ان سے کہا کہ اللہ کی قسم! اگر تمہاری ایک ہزار جانیں ہوں اور وہ ایک ایک کر کے نکلیں تب بھی میں کسی کی خاطر اپنے دین کو ترک نہیں کروں گا۔ جب آپ کی والدہ نے یہ دیکھا تو کھانا پینا شروع کر دیا۔ اس موقعے پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ

وَاِنۡ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنۡ تُشۡرِكَ بِىۡ مَا لَيۡسَ لَكَ بِهٖ عِلۡمٌ فَلَا تُطِعۡهُمَا وَصَاحِبۡهُمَا فِى الدُّنۡيَا مَعۡرُوۡفًا (لقمان:16)

یعنی اگر وہ دونوں تجھ سے بحث کریں کہ تُو کسی کو میرا شریک مقرر کرے جس کا تجھ کو کوئی علم نہیں مَا لَيۡسَ لَكَ بِهٖ عِلۡمٌ کوئی علم نہیں ہے فَلَا تُطِعۡهُمَا۔ تو ان دونوں کی بات مت ماننا۔ ہاں دنیاوی معاملات میں ان کے ساتھ نیک تعلقات قائم رکھو۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جزء ثانی صفحہ ۴۵۵، سعد بن مالک، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۲۰۰۳ء)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعدؓ کو اپنا ماموں کہا کرتے تھے۔

(اصحاب بدر از قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری صفحہ 91 مکتبہ اسلامیہ لاہور 2015ء)

ایک دفعہ حضرت سعدؓ سامنے سے آ رہے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھ کر فرمایا یہ میرے ماموں ہیں۔ کسی کا ایسا ماموں ہو تو دکھائے۔ امام ترمذی نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کا تعلق بنو زُہۡرَہ سے تھا اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا تعلق بھی بنو زُہۡرَہ سے تھا۔

(جامع ترمذی کتاب المناقب باب مناقب ابو اسحاق سعد بن ابی وقّاص حدیث نمبر ۳۷۵۲)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرا پہاڑ پر تھے کہ وہ ہلنے لگا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حرا! ٹھہر جا کیونکہ تجھ پر نبی یا صدیق یا شہید کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔ اس پہاڑ پر اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ، حضرت زبیر بن العوامؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ تھے۔ یہ مسلم کی روایت ہے۔

(صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب فضائل طلحۃ و الزبیر حدیث ۲۴۱۷)

اسلام کے ابتدائی ایام میں جب مسلمان چھپ کر نمازیں ادا کیا کرتے تھے تو ایک مرتبہ حضرت سعدؓ مکے کی ایک گھاٹی میں کچھ صحابہ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہ وہاں مشرکین آ پہنچے اور انہوں نے مسلمانوں کا مذاق اڑانا شروع کیا اور ان کے دین یعنی اسلام میں عیب نکالنا چاہے یہاں تک کہ لڑائی تک نوبت پہنچ گئی۔ حضرت سعدؓ نے ایک مشرک کے سر پر اونٹ کی ہڈی اس زور سے ماری کہ اس کا سر پھٹ گیا۔ پس یہ پہلا خون تھا جو اسلام میں بہایا گیا تھا۔

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ جزء الثانی صفحہ ۳۲۴، دارالفکر بیروت لبنان، ۲۰۰۱ء)

مکے میں جب کفار نے مسلمانوں کے ساتھ بائیکاٹ کیا اور ان کو شِعْبِ ابی طالب میں محصور کر دیا گیا تو وہ مسلمان جو ان تکالیف کا شکار ہوئے ان میں سے ایک حضرت سعد بن ابی وقّاصؓ بھی تھے۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے ’سیرت خاتم النبیین‘ؐ میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اس طرح لکھا ہے کہ

’’جو جو مصائب اور سختیاں ان ایام میں ان محصورین کو اٹھانی پڑیں ان کا حال پڑھ کر بدن پر لرزہ پڑ جاتا ہے۔ صحابہ کا بیان ہے کہ بعض اوقات انہوں نے جانوروں کی طرح جنگلی درختوں کے پتے کھا کھا کر گزارہ کیا۔ سعد بن ابی وقّاصؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رات کے وقت ان کا پاؤں کسی ایسی چیز پر جا پڑا جو تر اور نرم معلوم ہوتی تھی‘‘ غالباً کھجور کا کوئی ٹکڑا ہو گا ’’اس وقت ان کی بھوک کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے فوراً اسے اٹھا کر نِگل لیا اور وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے آج تک پتہ نہیں کہ وہ کیا چیز تھی۔ ایک دوسرے موقعہ پر بھوک کی وجہ سے ان کا یہ حال تھا کہ انہیں ایک سوکھا ہوا چمڑا زمین پر پڑا ہوا مِل گیا تو اسی کو انہوں نے پانی میں نرم اور صاف کیا اور پھر بھون کر کھایا اور تین دن اسی غیبی ضیافت میں بسر کیے۔‘‘

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 166-167)

جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ہجرت کا حکم دیا تو حضرت سعدؓ نے بھی مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی اور وہاں اپنے مشرک بھائی عُتْبَہ بن ابی وقّاص کے ہاں قیام کیا۔ عُتْبَہ سے مکہ میں ایک خون ہو گیا تھا جس کی وجہ سے وہ مدینہ میں آ کر آباد ہو گیا تھا۔

(روشن ستارے از غلام باری سیف صاحب جلد 2 صفحہ 66-67)

حضرت سعدؓ اوّلین ہجرت کرنے والوں میں سے تھے۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ آمد سے پہلے ہجرت کر کے مدینہ آ گئے تھے۔ (عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۳۰۵، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۲۰۰۱ء)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن ابی وقّاصؓ کی مؤاخات حضرت مُصْعَب بن عُمَیرؓ کے ساتھ فرمائی جبکہ ایک دوسری روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن ابی وقّاصؓ کی مؤاخات حضرت سعد بن مُعَاذؓ سے فرمائی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جزء ثالث صفحہ ۱۰۳، سعد بن ابی وقّاص، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۱۹۹۰ء)

مؤاخات میں اس اختلاف کی مولانا غلام باری صاحب سیف نے یہ توجیہ پیش کی ہے کہ مکہ میں آپ کی مؤاخات حضرت مُصْعَبؓ کے ساتھ تھی اور مدینہ میں حضرت سعد بن مُعَاذؓ کے ساتھ تھی۔

(روشن ستارے از غلام باری سیف صاحب جلد 2 صفحہ 64)

حضرت سعدؓ قریش کے بہادر شہسواروں میں سے تھے۔ غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت اور دفاع کی ذمہ داری جن اصحاب کے سپرد ہوتی تھی ان میں سے ایک حضرت سعد بن ابی وقّاصؓ بھی تھے۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب جزء ثانی صفحہ ۱۷۲، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۲۰۱۰ء)

ابو اسحاق روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے چار اشخاص بہت سخت حملہ آور تھے۔ حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت زُبیرؓ اور حضرت سعدؓ۔

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ جزء الثانی صفحہ ۳۲۵، دار الفکر بیروت لبنان، ۲۰۰۱ء)

ہجرت مدینہ کے بعد مسلمانوں کو کفار کی طرف سے حملے کا خوف اور پریشانی رہتی تھی جس کی وجہ سے شروع میں مسلمان اکثر راتوں کو جاگا کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی عموماً راتوں کو جاگتے رہتے تھے۔ اس بارے میں ایک روایت ملتی ہے حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ مدینہ تشریف آوری کے زمانے میں ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو نہ سکے تو آپؐ نے فرمایا کاش! میرے صحابہ میں سے کوئی نیک آدمی آج رات میرا پہرہ دے۔ وہ کہتی ہیں ہم اسی حال میں تھے کہ ہم نے اسلحہ کی آواز سنی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے؟ تو باہر سے یہ آواز آئی۔ آنے والے نے یہ عرض کیا کہ سعد بن ابی وقّاص، کہ میں سعد بن ابی وقّاص ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کہ تم یہاں کیسے آئے؟ انہوں نے کہا کہ میرے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں خوف پیدا ہوا اس لیے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہرے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد کو دعا دی اور سو گئے۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 282-283)

(صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب فضل سعد بن ابی وقّاص حدیث ۲۴۱۰)

یہ بھی ایک حوالہ ہے کہ بخاری اور مسلم دونوں میں اس واقعے کا ذکر تو ہے لیکن اس کے ساتھ دعا کی تفصیل نہیں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا دعا دی تھی لیکن حضرت سعدؓ کے مناقب میں جو امام ترمذی نے بیان کیے ہیں ان میں ان کے بیٹے قیس سے روایت ہے کہ میرے والد سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا کی تھی کہ اَللّٰھُمَّ اسْتَجِبْ لِسَعْدٍ اِذَا دَعَا۔ کہ اے اللہ! سعدؓ جب تجھ سے دعا کریں تو ان کی دعا کو قبول کیجیو اور اِکْمَال فِیْ اَسْمَاءِ الرِّجَال میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ دعا دی تھی کہ اَللّٰھُمَّ سَدِّدْ سَھْمَہٗ وَاَجِبْ دَعْوَتَہٗ کہ اے اللہ! ان کا تیر ٹھیک نشانے پر بیٹھے اور ان کی دعا قبول کرنا۔

(روشن ستارے از غلام باری سیف صاحب جلد 2 صفحہ 67-68)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی دعا کی وجہ سے حضرت سعدؓ قبولیت دعا کی وجہ سے مشہور تھے۔

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ جزء الثانی صفحہ ۳۲۴-۳۲۵، دار الفکر بیروت لبنان، ۲۰۰۱ء)

حضرت سعد بن ابی وقّاصؓ مستجاب الدعوات تھے۔ ایک شخص نے آپؓ پر جھوٹ گھڑا تو آپؓ نے اس کے خلاف دعا کی کہ اے اللہ! اگر یہ جھوٹ بول رہا ہے تو اس کی بصارت جاتی رہے اور اس کی عمر طویل ہو اور اسے فتنہ میں مبتلا کر دے۔ پس اس شخص کو یہ تمام چیزیں پہنچیں۔

(جامع العلوم و الحکم فی شرح خمسین حدیثا من جوامع الکلم جلد ۲ صفحہ ۳۵۰، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۲۰۰۱ء)

ایک روایت میں آتا ہے کہ قیس بن ابی حازم بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں مدینہ کے بازار میں جا رہا تھا کہ میں اَحْجَارُ الزَّیْت مقام پر پہنچا تو میں نے دیکھا کہ لوگوں کا ایک ہجوم ایک شخص کے پاس موجود تھا جو سواری پر بیٹھا تھا اور حضرت علیؓ کو گالیاں نکال رہا تھا۔ اتنے میں حضرت سعد بن ابی وقّاصؓ وہاں آ گئے اور ان میں کھڑے ہو گئے اور ان سے پوچھا کہ کیا ہوا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ یہ آدمی حضرت علیؓ کو گالیاں دے رہا ہے۔ حضرت سعدؓ آگے بڑھے تو لوگوں نے انہیں راستہ دیا یہاں تک کہ آپؓ اس کے سامنے جا کھڑے ہوئے اور پوچھا اے شخص! تُو کیوں حضرت علیؓ کو گالیاں دے رہا ہے؟ کیا وہ سب سے پہلے اسلام نہیں لائے تھے؟ کیا وہ پہلے شخص نہیں تھے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی؟ کیا وہ لوگوں میں سب سے زیادہ متقی انسان نہیں ہیں؟ کیا وہ لوگوں میں سب سے زیادہ علم والے انسان نہیں ہیں؟ حضرت سعدؓ بیان کرتے گئے یہاں تک کہ انہوں نے فرمایا کہ نیز کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اپنی بیٹی بیاہ کر ان کو اپنی دامادی کا شرف نہیں بخشا تھا؟ کیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں جھنڈا اٹھانے والے نہیں تھے؟ راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت سعدؓ نے قبلے کی طرف رخ کیا اور دعا کے لیے ہاتھ اٹھایا اور دعا کی کہ اے اللہ! اگر اس نے تیرے اولیاء میں سے ایک ولی یعنی حضرت علیؓ کو گالیاں دی ہیں تو تُو اس مجمعے کے منتشر ہونے سے پہلے اپنی قدرت کا نشان دکھا۔ یہ مستدرک کا حوالہ ہے۔ راوی قیس کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! ابھی ہم وہاں سے منتشر نہیں ہوئے تھے کہ اس شخص کی سواری نے اسے نیچے گرا دیا اور اس کے سر کو اپنے پیروں سے پتھر پر مارا جس سے اس کا سر پھٹ گیا اور وہ مر گیا۔

(المستدرک کتاب معرفۃ الصحابہ باب سعد بن ابی وقّاص روایت ۶۱۲۱ جلد ۳ صفحہ ۵۷۱-۵۷۲ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۰۰۲ء)

حضرت سعدؓ نے جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت مدینہ کے فوراً بعد رات کو حفاظت کی تھی، اسی طرح کا ان کا ایک اور واقعہ غزوۂ خندق کے موقعے پر بھی تاریخ میں نظر آتا ہے۔ اس کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپؐ پہرہ دیتے ہوئے تھک جاتے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم۔ جس طرح باقی صحابہ پہرہ دے رہے ہوتے تھے آپؐ بھی صحابہ کے ساتھ پہرہ دیتے اور سردی سے نڈھال ہو جاتے۔ تب واپس آ کر تھوڑی دیر میرے ساتھ لحاف میں لیٹ جاتے مگر جسم کے گرم ہوتے ہی پھر اس شگاف کی حفاظت کے لیے چلے جاتے۔ اسی طرح متواتر جاگنے سے آپؐ ایک دن بالکل نڈھال ہو گئے اور رات کے وقت فرمایا کاش اس وقت کوئی مخلص مسلمان ہوتا تو مَیں آرام سے سو جاتا۔ اتنے میں باہر سے سعد بن ابی وقّاصؓ کی آواز آئی۔ آپؐ نے پوچھا کیوں آئے ہو۔ انہوں نے کہا آپؐ کا پہرہ دینے آیا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا مجھے پہرے کی ضرورت نہیں۔ تم فلاں جگہ جہاں خندق کا کنارا ٹوٹ گیا ہے جاؤ اور اس کا پہرہ دو تا مسلمان محفوظ رہیں۔ چنانچہ سعد اس جگہ کا پہرہ دینے چلے گئے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دیر کے لیے سو گئے۔

(ماخوذ از دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 279)

حضرت سعد بن ابی وقّاص کا باقی ذکر ان شاء اللہ آئندہ ہو گا۔

آج بھی مَیں دو تین غائب جنازے پڑھاؤں گا جن کا اب اس وقت ذکر کروں گا۔ پہلا ذکر مکرم ماسٹر عبدالسمیع خان صاحب کاٹھگڑھی کا ہے جو 6/ جولائی کو ربوہ میں وفات پا گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ 1937ء میں قادیان میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد عبدالرحیم صاحب کاٹھگڑھی سلسلہ کے پرانے خدمت گزاروں میں سے تھے۔ آپ کے دادا حضرت چودھری عبدالسلام خان صاحب کاٹھگڑھی نے 1903ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دستِ مبارک پر بیعت کی سعادت پائی۔ آپ صحابی تھے۔ ابتدائی تعلیم پرائمری تو ماسٹر سمیع صاحب کی قادیان میں ہی ہوئی۔ پھر پارٹیشن ہو گئی تو میٹرک ربوہ آ کر کیا۔ آپ کی اولاد میں ایک بیٹا اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ ان کی اہلیہ تین چار سال پہلے وفات پا گئی تھیں۔ 1960ء میں بی ایس سی کرنے کے بعد اسی سال عارضی استاد کے طور پر تعلیم الاسلام سکول میں پڑھانا شروع کیا۔ پھر 1962ء میں بی ایڈ کیا اور باقاعدہ استاد مقرر ہوئے۔ 1969ء میں پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ایم ایڈ کیا تو سینئر استاد بن گئے۔ پھر 1972ء میں آپ تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کے ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے۔ پھر سکول نیشنلائز ہو گیا۔ پھر 1970ء میں آپ کا تبادلہ کیونکہ وہ نیشنلائزڈ سکول تھا تو گورنمنٹ نے باہر اپنے کسی دوسرے سکول میں کر دیا اور پھر مختلف سکولوں میں یہ پڑھاتے رہے۔ 2005ء سے 2009ء تک زعیم انصار اللہ اور 2013ء سے 16ء تک بطور صدر حلقہ دار الرحمت شرقی ربوہ میں خدمت کی توفیق ملی۔ میرے بھی یہ سکول میں استاد تھے۔ بڑے اچھے انداز میں پڑھایا کرتے تھے۔ چہرے پر ہمیشہ نرمی رہتی تھی اور سمجھاتے بھی بڑے اچھے انداز میں تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحمت کا سلوک فرمائے۔ ان کے درجات بلند فرمائے۔ ان کی اولاد کو بھی ہمیشہ جماعت اور خلافت سے وابستہ رکھے۔

دوسرا جنازہ مکرم سید مجیب اللہ صادق صاحب کا ہے جو 28/ مئی کو 83 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ مکرم سید صادق علی صاحب اور سیدہ سلمٰی بیگم صاحبہ بنت سید محبوب عالم بہاری صاحب کے بیٹے تھے۔ قادیان کی مقدس بستی میں آپ نے آنکھ کھولی۔ قادیان کے پاکیزہ ماحول میں پروان چڑھے۔ آپ کے والد سید صادق علی صاحب آف سہارنپور نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے دستِ مبارک پر شرفِ بیعت حاصل کیا تھا۔ آپ کے نانا حضرت سید محبوب عالم صاحب بہاری نے پارٹیشن کے وقت 19 ستمبر 1947ء کو قادیان میں کسی مخالف کی گولی کا نشانہ

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

بن کر جامِ شہادت نوش فرمانے کی سعادت حاصل کی اور اسی طرح آپ کے نانا کے بھائی سید محبوب عالم صاحب جو صدر انجمن احمدیہ کے آڈیٹر تھے اور ان کو بھی یہ اعزاز تھا کہ بہار سے پیدل چل کے قادیان پہنچے اور انہوں نے بیعت کی تھی۔ آپ کو یہاں یوکے میں حلقہ ارلزفیلڈ (Earlsfield) میں بطور صدر جماعت خدمت کی توفیق بھی ملی۔ پھر بعد از ریٹائرمنٹ محترم امیر صاحب برطانیہ کے دفتر میں رضا کار کارکن کے طور پر سولہ سال تک خدمت بجالاتے رہے۔ بڑی جانفشانی کے ساتھ اپنی ڈیوٹی ادا کرتے تھے اور ہمیشہ ان کے چہرے پر نرمی اور مزاح کی نرمی رہتی تھی۔ مزاح کی طبیعت تھی اور کام پوری توجہ سے کرتے اور کبھی کہیں اس طرح کے بوجھ نہیں لیتے تھے اور دوسروں کو پریشان نہیں کرتے تھے۔ کوشش یہ ہوتی تھی کہ زیادہ سے زیادہ کام دوسروں کا بھی خود کر لیں۔ ان کی شادی ربوہ میں مکرمہ عائشہ صادق صاحبہ بنت بابو محمد عالم صاحب ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر سے ہوئی۔ اور 1968ء میں ان کی اہلیہ کو بھی ربوہ میں لجنہ کے مختلف شعبوں میں کام کرنے کی توفیق ملی۔ ان کے دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ ڈاکٹر کلیم اللہ صادق صاحب تو ایم ٹی اے میں کافی رضا کارانہ خدمت کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے تہجد گزار تھے۔ عمرہ کرنے کے لیے گئے۔ گھٹنوں میں ان کے شدید تکلیف تھی۔ ان کی اہلیہ کہتی ہیں کہ باوجود ان کو وہیل چیئر مہیا کرنے کے انہوں نے یہ کہا کہ میں تو عمرے کا ثواب لینا چاہتا ہوں اس لیے پیدل ہی چلوں گا۔ اسی طرح اپنے چندوں کی بھی بڑی فکر رہتی تھی اور ان کے بچوں نے اور دوسرے کافی لوگوں نے جو مجھے خط لکھے ہیں ان میں ان کی خوبیاں بیان کی ہیں۔ بچے تو خوبیوں کا ذکر کرتے ہی ہیں اور ان کے بچے جس طرح ماشاء اللہ جماعت کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں اس سے ظاہر ہے کہ انہوں نے خلافت اور جماعت کے ساتھ محبت بچوں کے دلوں میں پیدا کی ہے اور اعلیٰ رنگ میں تربیت کی ہے لیکن جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انسان کے ہمسائے اور ملنے جلنے والے جو ہیں وہ اس کی نیکیوں کے اس کے کردار کے اصل گواہ ہوتے ہیں۔ اس کی نیکیوں کی تصدیق کرنے والے ہوتے ہیں اور یہ بات مجیب اللہ صادق صاحب پر حقیقت میں صادق آتی ہے۔ ان کے غیر مسلم ہمسائے ان کی وفات پر نہایت غمزدہ تھے۔ ان کی بھی آپ خدمت کرتے رہے اور اپنے بچوں سے بھی ان کی خدمت کرواتے رہے۔ اسی طرح ان کے دفتر میں ساتھ کام کرنے والے ہر شخص نے ان کی خوش مزاجی اور کام میں لگن اور سنجیدگی اور اس کے ساتھ ہر کارکن کی خدمت کرنے کی خصوصیت کا ذکر کیا ہے۔ کام بھی کرتے تھے اور لوگوں کی خدمت بھی کرتے تھے۔ کسی کو چائے بھی پلانی ہو تو خود پلاتے تھے۔ مَیں گذشتہ سال جب اسلام آباد منتقل ہوا ہوں تو ان کو جو فکر تھی جس کا انہوں نے ملاقات میں مجھ سے اظہار کیا وہ یہ تھی کہ اب ہم ہر ہفتے آپ کے پیچھے جمعہ کس طرح پڑھیں گے؟ تو بہرحال اس پر میں نے ان کی تسلی کروائی کہ ان شاء اللہ اکثر جمعے بیت الفتوح میں ہی ہوں گے اور جب اسلام آباد میں ہوں تو وہاں آسکتے ہیں۔ یہ بات سن کے پھر ان کے چہرے پر رونق آئی۔ اسی لیے انہوں نے اپنے بچوں کو مسجد کے قریب رکھنے کے لیے خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ہجرت کے بعد مسجد فضل کے قریب گھر لے لیا اور (خود) روزانہ ایک گھنٹہ دور کام پر جاتے تھے تا کہ بچے مسجد کے ساتھ اٹیچڈ (attached) رہیں اور یہی فکر ان کو اب بھی تھی کہ دور جانے کی وجہ سے جمعہ کس طرح پڑھا جائے گا۔ بہرحال انتہائی مخلص اور نیک انسان تھے۔ بڑی وفا کے ساتھ انہوں نے اپنی زندگی گزاری اور یہ وفا اپنے بچوں میں بھی پیدا کرنے کی کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کے بچوں کو بھی ہمیشہ خلافت اور جماعت سے ان کی خواہش کے مطابق بلکہ اس سے بڑھ کر وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان کی اہلیہ کو بھی اپنی حفاظت میں رکھے اور سکون اور تسکین کے سامان پیدا فرمائے۔

تیسرا جو جنازہ ہے وہ ہمارے پرانے کارکن اور اسیرِ راہ مولیٰ رانا نعیم الدین صاحب مرحوم کا ہے اس کا ذکر تو مَیں پہلے بھی کر چکا ہوں۔ گذشتہ جمعے رہ گیا تھا۔ ان کا بھی جنازہ ان جنازوں میں شامل ہوگا جو ان شاء اللہ جمعے کے بعد ادا کروں گا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کے ساتھ مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

☆...☆...☆

آج کی دعا

حضرت کَعب بن عُجْرَہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب ہمارے ہاں تشریف لائے تو ہم نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! ہمیں یہ تو معلوم ہے کہ آپ پر سلام کس طرح بھیجا جائے، لیکن ہمیں یہ پتا نہیں کہ آپ پر درود کیسے بھیجیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا

قُوْلُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ (صحیح بخاری کتاب الدعوات)

ترجمہ: ’’کہو: اے ہمارے اللہ! تو محمد ﷺ اور ان کی آل پر درود بھیج، جیسے تو نے ابراہیم علیہ السلام کی آل پر درود بھیجا بلاشبہ تو حمد والا، عظمتوں والا ہے۔ اے اللہ! محمد ﷺ اور ان کی آل کو برکت عطا کر، جیسے تو نے ابراہیم علیہ السلام کی آل کو برکت عطا فرمائی، بلاشبہ تو حمد والا اور عظمتوں والا ہے‘‘۔

ہمارے پیارے امام سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت کو متعدد بار درود شریف پڑھنے کی طرف توجّہ دلائی ہے۔ جلسہ سالانہ برطانیہ 3 اگست 2018 کے موقع پر آپ نے فرمایا:

’’دعاؤں کی قبولیت کے لئے جو سب سے ضروری چیز ہے وہ آنحضرت ﷺ پر درود کا بھیجا جانا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو دعا تم مجھ پر درود بھیجے بغیر کرتے ہو وہ زمین اور آسمان کے درمیان معلق ہو جاتی ہے، وہیں رک جاتی ہے۔ پس عرش کو ہلانے کے لئے، اللہ تعالیٰ کی محبت کو، اس کی رحمت کو، اس کی رافت کو جوش میں لانے کے لئے دعاؤں میں سب سے زیادہ ضروری دعا درود شریف ہے، جس کا ورد کرتے رہنا چاہئے۔ اور آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے کا حکم تو اللہ تعالیٰ نے ہی ہمیں دیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (الاحزاب 57)

یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم بھی اس پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

پس یہ اللہ تعالیٰ کا بھی حکم ہے کہ آنحضرت ﷺ پر درود بھیجا جائے۔

حضرت مسیحِ موعودؑ نے ایک موقعہ پر فرمایا کہ

’’درود شریف کے فضائل اور تاثیرات اس قدر ہیں کہ بیان سے باہر ہیں۔ اس کا عامل نہ صرف ثوابِ عظیم کا مستحق ہوتا ہے بلکہ دنیا میں بھی معزز اور موقر ہوتا ہے‘‘۔ (خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ 3 اگست 2018)

حضرت مسیحِ موعودؑ فرماتے ہیں

مصطفیٰؐ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت
اُس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے
ربط ہے جانِ محمدؐ سے میری جاں کو مدام
دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے

(درثمین صفحہ 16)

(مرسلہ: قدسیہ محمود سردار)

10 اگست 2020ء		طلوعِ فجر	غروبِ آفتاب
مکہ مکرمہ		04:36	18:54
مدینہ منورہ	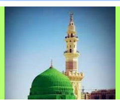	04:30	18:59
قادیان		04:21	19:17
ربوہ		04:01	18:57
اسلام آباد ٹلفورڈ	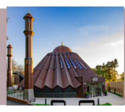	04:13	20:33